RAHAT-UL-QULOOB
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.rahatulquloob.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

جیل اور دارالامان میں شیر خوار بچے کے قیام کا مسئلہ: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Problem Concerning to the living of Infants in Prison and Darul Aman: A Scholarly Review in Islamic Perspective

AUTHORS

1. *Fanoos Jamal, Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies and Research, University of Science and Technology, Bannu.* *usman709@yahoo.com*
   orcid id: https://orcid.org/0000-0003-1766-0075
2. *Dr. Hussain Muhammad Qureshi, Assistant Professor, Department of Islamic Studies, UST, Bannu.* *Email:* *dr.hussain@ustb.edu.pk*
   orcid id: https://orcid.org/0000-0001-7687-8731

How to Cite: Jamaal, Fanoos, and Dr. Hussain Muhammad Qarshi. 2021. "URDU: جیل اور دارالامان میں شیر خوار بچے کے قیام کا مسئلہ: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی جائزہ: Problem Concerning to the Living of Infants in Prison and Darul Aman: A Scholarly Review in Islamic Perspective". *Rahatulquloob* 5 (1), 177-83. https://doi.org/10.51411/rahat.5.1.2021/304.

URL: http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/304
Vol. 5, No.1 || January–June 2021 ||URDU- P. 177-183
Published online: 05-03-2021

QR. Code

جیل اور دارالامان میں شیر خوار بچے کے قیام کا مسئلہ: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Problem Concerning to the living of Infants in Prison and Darul Aman: A Scholarly Review in Islamic Perspective

[1]فانوس جمال، [2]حسین محمد قریشی

ABSTRACT:

Women constitute over half of the world's population, but they are deprived of their due rights. Illiteracy, poverty, domestic violence, poor health facility and the denial of their basic rights are the major problems facing by women in our society. When a woman left her home and seeks shelter at "Darul Aman" then she faces different kinds of problems e.g she deprives from every social and economic activity, education and freedom like other women at homes etc. Among these problems, one is the living of infants in prison and Darul Aman with her mother. Actually suckling is the foremost obligation of the mother and if she does not feed her child without a valid reason she will be sinner and she cannot present any demand of payment for suckling from her husband because it is her own duty. This research article consists of three parts:
(1) Basic factors responding for women to take shelter in Darul Aman. (2) Problems concerning to the living of infants in prison and Darul Aman. (3) Suggestions for the betterment of women's living in prison and Darul Aman.

Keywords: Infants, concerning, suckling, foremost duty.

اس کائنات میں دو قسم کی قوتیں کار فرما ہیں: رحمانی قوت انسان کو نیکی اور بھلائی کی طرف راغب کرتی ہے جب طاغوتی قوت انسان کو شر و فساد اور جنگ و جدال پر آمادہ کرتی ہے۔ رحمانی قوت خیر و بھلائی اور محبت والفت کا محرک ہے جب کہ طاغوتی سے بغض و نفرت نشو و نما پاتی ہے۔ اگر طاغوتی قوت کا سد باب نہ کیا جائے تو اس سے پورے کائنات کا امن و سکون غارت ہو جائے۔ اس مقصد کی تحصیل کے لیے شارع نے دو قسم کے احکامات وضع کیے ہیں: سب سے پہلے انسان کو اس بات کا درس دیا (ذہنی اصلاح کی) کہ اس کا کوئی عمل بھی ضائع نہ ہو گا بلکہ روز محشر اس کے ہر ایک فعل کا اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اگر اس نے نیکی کی ہو تو اس کے بدلے اسے خیر ملی گی اور اگر نافرمانی کی ہو تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہو گا جب کہ دوسرا طریقے میں قانون کا سہارا لینا پڑتا ہے یعنی ہر ایک انسان کے لیے حدود و قیودات وضع کیے اور ان سے تجاوز ہونے کی صورت میں سزا کا بھی تعین کیا۔ ان ہی سزاؤں میں سے ایک "سزائے قید" بھی ہے۔ جیل کے قیام کا مقصد صرف یہ نہیں کہ مجرم کو بطور سزا رکھا جائے بلکہ اس کے مقاصد میں دو چیزیں داخل ہیں: معاشرہ کو شریر اور جھگڑالو افراد سے پاک کرنا اور دوسری چیز جو سب سے اہم ہے وہ یہ ہے کہ جیل میں مجرم کی ایسی اصلاح کی جائے کہ وہ یہاں سے آزاد ہونے کے بعد اصلاح معاشرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ جس طرح معاشرہ کے قیام میں عورت کا کردار نمایاں ہے بالکل اسی طرح عورت فساد بدامنی کا بھی محرک ہے۔ شریعت اور قانون کی نظر میں مرد و عورت یکساں حیثیت کے حامل ہیں: جرم کے ارتکاب کی صورت میں دونوں برابر سزاؤں کے مستحق ہیں۔ اگر ایک عورت کسی جرم کا مرتکب ہو جائے تو اسے جیل منتقل کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس بعض محرکات ایسے بھی ہیں جو عورتوں کو ان کے پیدائشی حقوق سے محروم کر جاتی ہیں جو بعض اوقات عورتوں کو

اس امر پر مجبور کر دیتی ہیں کہ وہ اپنے ہی گھر کو چھوڑ کر حکومتی ادارہ برائے تحفظ نسواں جسے دارالامان کے نام سے موسوم کیا گیا ہے میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ دارالامان ایک ایسا فلاحی ادارہ ہے جو ان خواتین کو رہائش اور کھانے پینے اور دیگر ضروریات فراہم کرتا ہے جو اپنے گھر، خاندان اور معاشرہ سے مایوس ہو چکی ہوں۔ اس آرٹیکل کے تین جزو ہیں: عورتوں کا دارالامان میں داخلے کے اسباب۔ جیل اور دارالامان میں "شیر خوار" بچے کے قیام کا مسئلہ۔ جیل اور دارالامان میں فلاح خواتین کے لیے تجاویز اور نتائج البحث۔

عورتوں کا دارالامان میں داخلے کے اسباب

اگرچہ خواتین ایک طرف دنیا کی آبادی کے نصف پر مشتمل ہیں اور دوسری طرف ان ہی نے اس دنیا کی زندگی میں روح پھونکی ہیں مگر پھر بھی یہی صنف زندگی کے کئی حقوق سے محروم ہیں۔ یہی وہ صنف ہے جس کی ہر روپ نرالی ہے جو والدین کے لیے غم خوار بیٹی، بیوی کی شکل میں ایک محبت والفت کا سامان، بھائی کے لیے جانثار بہن اور والاد کے لیے مہربان ہستی: یعنی عورت ہی کی بدولت اس کائنات میں رواں دواں ہے۔ مگر ہم نے عورتوں کو کیا دیا؟ عورتوں نے تو ہمارے لیے ہر قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا اور ہم نے اس کے بدلے انہیں وہ اذیتیں دیئے جو ان کی برداشت سے باہر تھیں اور ان ہی کی بدولت وہ ہم سے مایوس ہو کر ایک ایسی جگہ پر رہنے کے لیے آمادہ ہو گئی جہاں پر مرد کی ہر صورت (باپ، بیٹا، بھائی اور شوہر وغیرہ) سے محروم ہو جاتی ہیں۔ وہ عوامل جو ایک پاک دامن اور معصوم عورت کو دارالامان میں داخل ہونے پر مجبور کر دیتی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1: عورتوں پر بلاوجہ تشدد۔ 2: حد سے زیادہ پابندیاں۔ 3: تعلیم کی کمی۔ 4: بیوی میں دلچسپی نہ لینا۔ 5: جبراً شادی (Marriage Forced)، عورت کی پسند کا خیال نہ رکھنا اور غیر کفو میں شادی ہونا۔ 6: بیوی کی ضروریات زندگی کو پورا نہ کرنا۔ 7: بے گھر خواتین (Homeless Women)۔ 8: عورت کی جان وعزت کو خطرہ (Threats Of Life and Honor) 9: جدید سائنسی آلات عورتوں کو بری طرح متاثر کررہی ہیں۔ 10: طلاق یافتہ اور بیوہ (Widow and Divorced Women).

جیل اور دارالامان میں شیر خوار بچے کے رہائش کا مسئلہ:

جب ایک ماں جرم کے ارتکاب کی صورت میں جیل بھیج دی جاتی ہے یا معاشرتی ظلم وستم سے تنگ آکر وہ دارالامان میں پناہ گزیں ہو جاتی ہے تو دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ انہیں سب سے پیچیدہ مسئلہ "شیر خوار" بچے کے قیام کا ہوتا ہے۔ شریعت نے ماں پر یہ لازم کیا ہے کہ وہ پورے دو سال تک اپنے بچے کو دودھ پلایا کرے:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ[1]۔ "اور مائیں دودھ پلایا کرے اپنی اولاد کو دو برس کامل"۔

اس آیت میں شارع نے بچے کو یہ حق دی ہے کہ انہیں پورے دو سال تک ماں کا دودھ پلایا جائے جب کہ دوسری طرف ماں پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ وہ کامل دو سال تک اپنے بچے کو اپنے دودھ سے محروم نہ کیا جائے۔ بچے کا یہ حق اور ماں کی ذمہ داری عام ہے خواہ ماں گھر پر ہو یا جیل اور دارالامان میں ہوں ہر حالت میں بچے کو پورے دو سال اپنا دودھ پلایا کرے:

اس آیت سے اول تو یہ ثابت ہو گئی کہ دودھ پلانا ماں کے ذمہ لازمی / واجب ہے اور اگر وہ بلا عذر اپنے بچے کو دودھ نہ پلائے تو گناہ

گار ہو گی اور نہ ہی دودھ پلانے پر اپنے خاوند سے کوئی معاوضہ لے گی کیوں دودھ پلانا ان سے ذمہ فرض ہے۔[2] لہذا جیل اور دارالامان میں شیر خوار بچے کو ماں کے ساتھ رہنے دیا جائے کیوں کہ بچے کی اولین غذا ماں ہی کا دودھ ہے مگر اس کے ساتھ اس بات کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے کہ جیل اور دارالامان کا ماحول بچے کی نشو ونما اور پرورش کے لیے موزوں نہیں۔لہذا جس بچے کے دوسرے عزیز واقارب ہوں تو ایسے بچوں کے سپرد کیے جائیں اور جن بچوں کے دوسرے رشتہ دار نہ ہوں تو انہیں مجبوری کے تحت ماں کے ساتھ جیل یا دارالامان میں رکھا جائے۔ سنت رسول سے بھی یہ ثابت ہے کہ بچے کو اپنی ماں سے علیحدہ نہیں کرنا چاہیے۔ایک روایت میں ہے کہ ایک بار حضرت علی نے اپنی لونڈی جس کے ہاں ایک چھوٹا بچہ بھی تھا کو فروخت کرنا چاہا اور یوں کیا کہ دونوں کو جدا جدا افراد پر فروخت کیا۔جب رحمت اللعالمین کو اس معاملہ کا پتہ چلا تو حضرت علی کو اس سے منع کیا:

عَنْ عَلِی اَنَّہُ فَرَّقَ بَیْنَ جَارِیَۃٍ وَوَلَدِھَا فَنَھَاہُ النَّبِیُّ عَنْ ذٰلِكَ وَرَدَّ الْبَیْعَ۔[3]

ترجمہ: حضرت علی کہتے ہیں کہ اس نے ایک لونڈی اور اس کے چھوٹے بچے کو علیحدہ علیحدہ بیچ دیا تو رسول خدا نے اس کو ممنوع قرار دیا اور واپس کر دیا اس بیع کو۔

اس کائنات میں سب سے زیادہ محبت کرنے والی ذات ماں ہی ہے۔اگر ایک شخص کے ساتھ ساری کائنات کے دیگر افراد کی محبت کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا دیا جائے اور اس کے ساتھ ماں کی محبت ایک پلڑے میں تو ماں کی محبت کا پلڑا بھاری ہو گا۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو کئی طرح کے انعامات سے نوازا ہے، ہر موسم کے الگ میوہ جات اور طعامات ہیں، ایک پھل دوسرے کا بدل بن جاتا ہے اور اسی طرح انسان کو مختلف رشتے ناتوں سے بھی بہرہ ور کیا گیا اور ہر رشتے کا بدل بھی مل جاتا ہے مگر صرف ایک ہی ہستی ہے اس کائنات میں جس کا نہ تو کوئی نعم البدل ہے اور نہ ہی اس کی کمی پوری ہو سکتی ہے اور یہی ذات ماں کا وجود ہے۔ انسان کے سب سے زیادہ اہمیت اور ضرورت ماں ہی ہے اور بالخصوص اس وقت جب وہ شیر خوار بچہ ہو کیوں کہ اس حالت میں اُس کی خوراک اور نشو ونما کا دار مدار ماں ہی پر ہے اور انسان کو سب سے زیادہ ماں کی ضرورت شیر خوارگی کی حالت ہوتی ہے۔لہذا شیر خوارگی کی حالت میں بچے کو ماں سے الگ کرنا بچے کے ساتھ ظلم عظیم کرنے کے مترادف ہے۔جو شخص ماں اور اس کے بچے کے درمیاں علیحدگی لائے گا خدا ایسے فرد کو اس دن (روز محشر) اپنے دوست واحباب کی قرابت سے محروم کرے گا جب وہ سخت پریشانی اور گھبراہٹ کا شکار ہو اور اس کی خواہش ہو کہ اس کے دوست اور عزیز واقارب ان کے ہاں ہوں:

مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ وَالِدَۃٍ وَّوَلَدِھَا فَرَّقَ اللّٰہُ بَیْنَہُ وَبَیْنَ اَحِبَّتِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔[4]

ترجمہ: جو تفریق لائے گا ماں اور اس کے بچے کے درمیان تو خدا اسے شخص کو جدا کرے گا قیامت کے اپنے دوستوں سے۔

اس سے بڑھ کر تو کوئی وعید نہیں ہو سکتی کہ رسول خدا نے اس شخص کو ملعون کہا ہے جو ایک ماں سے اس کے جگر کا ٹکڑا الگ کر دے:

مَلْعُوْنٌ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ وَالِدَۃٍ وَّوَلَدِھَا۔[5] "ملعون ہے وہ ماں اور اس کے بچے کے درمیان تفریق کر ڈالے"۔

شیر خوارگی سے متعلق بعض ضروری مسائل:

1: دو سال تک بچے کو دودھ پلانا اس کا حق ہے۔

2: اگر ماں کسی وجہ سے بچے کو دودھ پلانے سے انکار کر دے تو بیوی کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا سوائے اس وقت جب بچہ کسی دوسری خاتون یا جانور کا دودھ نہ لیتا ہو تو اس حالت ماں کو مجبور کیا جائے گا۔

3: اگر بچے کی ماں دودھ پلانے کا معاوضہ مانگے تو یہ اس کا حق نہیں ہاں اگر انہیں طلاق دی جائے اور عدت ختم ہو جائے تو پھر انہیں دودھ پلانے کا معاوضہ دیا جائے گا۔

4: یتیم ہونے کی صورت میں بچے کی رضاعت کا انتظام وہی کرے گا جو اس کا وارث ہو۔

5: اگر والدین باہمی مشاورت سے دو سال سے قبل اپنے بچے کا دودھ رک لیں ماں کی معذوری کی بناء پر یا بچے کی کسی بیماری کی وجہ سے تو اس میں والدین پر کوئی گناہ نہیں۔

6: اگر ماں کے بجائے کسی اور عورت کا دودھ بچے کو پلایا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں بشرط کہ دودھ پلانے والی کے لیے معاوضہ مقرر ہو اور وہ پورا ادا بھی کیا جاتا ہو اور اگر اس کا معاوضہ نہ دیا جائے تو اس کا گناہ والدین پر رہے گا۔

7: اگر ماں کا دودھ بچے کے لیے مضر ہو تو یہ باپ پر لازم ہے کہ وہ بچے کے لیے کوئی عورت دودھ پلانے کے لیے اجرت پر رکھے۔[6]

بچے کی برکت سے ماں کی سزا میں تاخیر

بچے کی بدولت اس کی ماں کی سزا مؤخر کی جائے گی۔ اس کی دو حالتیں ہیں: ماں کا حاملہ ہونا اور بچے کا شیر خوار ہونا۔ اگر ماں حاملہ ہو تو حمل کے وضع ہونے تک اس کی سزا مؤخر کی جائے گی اور جب تک بچہ کھانا کھانے کے قابل نہ ہو تب بھی ماں کو کوڑے یا پھانسی کی سزا نہیں دی جائے گی: "غامدیہ رضی اللہ عنہا نے آکر رسول خدا ﷺ کی مجلس میں (حمل کی حالت میں) اعتراف زنا کیا تو آپ نے انہیں واپس کیا اور کہا کہ جب حمل وضع ہو جائے تو آنا، جب وہ حمل کے وضع ہونے کے بعد آئی تو اس کے پاس شیر خوار بچہ تھا تو آپ نے انہیں دوبارہ واپس کیا اور کہا کہ جب بچہ کھانے کے قابل ہو جائے تو آنا جب وہ تیسری بار آئی تو بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا تو رسول خدا نے انہیں حد زنا کا حکم دیا"۔[7]

بچے کا جیل اور دارالامان میں قیام کی میعاد

جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس سے متعلق دو قسم کے حقوق رونما ہو جاتے ہیں: ماں اور بچے کے حقوق: اول ماں کا حق ہے کہ اس کے بچے کو اس کے ہاں رہنے دیا جائے جب کہ دوسری طرف بچے کی اولین غذا ماں ہی کا دودھ ہے لہذا ماں جہاں بھی ہوں چھوٹے بچے کو ان کے ہاں رہنے دیا جائے گا۔

یہاں اس پر بحث ہو گی کہ کتنے عرصے تک بچے کو ماں کے ہاں رہنے دیا جائے گا تو اس بارے میں "فقہ" کا عام قاعدہ یہ ہے کہ لڑکا ہونے کی صورت میں 7 سال جب کہ لڑکی ہونے کی صورت بلوغت تک ماں کے ساتھ رہنے دیا جائے گا اور اگر ماں قید میں ہو تو شیر خوارگی کے زمانے تک تو بچے کا ماں کے ساتھ رہنا لازمی ہے اور اس بعد بچے کے لیے اگر موزوں جگہ نہ ہو تو 4 سال تک ماں کے ساتھ رہنے دیا جائے اور اس بچے کی پرورش کا دور آتا ہے اس لیے وہ ماں سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔[8]

شیر خوار اور چھوٹے بچوں کے حوالے سے بین الاقوامی قانون

1: معمولی جرائم پر حاملہ یا شیر خوار بچے والی ماں کو قید نہیں کیا جائے اور بصورت سخت جرائم قید کی صورت میں اس قسم کی عورت کو طبی اور غذائی سہولیات مہیا کیے جائیں۔

2: حاملہ عورت کے معائنہ کا پورا پورا انتظام کیا جائے۔

3: جب اس بات کا پتہ چلے کہ فلاں خاتون کو زچگی کی تکلیف شروع ہونے والی ہے تو اسے فوراً نزدیک سول ہسپتال لے جایا جائے۔

4: بچہ پیدا ہونے کے بعد اگر اس کے دیگر رشتہ دار ہوں جو اس کی دیکھ بھال کو یقینی بنا سکے تو بچے کو جیل میں نہ رہنے دیا جائے کیوں کہ یہ بچے کے لیے موزوں جگہ نہیں۔

5: بچے کی مفاد کی خاطر اسے ماں کے ساتھ جیل میں رہنے دیا جاتا ہے اور جب یہ مقصد پورا نہ ہوتا ہو تو بچے کو ماں سے الگ کر دیا جائے گا اور یہ اس وقت کیا جاتا ہے جب بچے کی تعلیم و تربیت کا زمانہ شروع ہو جائے۔

6: بچے کو قیدی کی نظر سے قطعاً نہ دیکھا جائے بلکہ اسے کھلی آزادی دی جائے کہ وہ جیل میں جہاں چاہیے گھومے پھیرے بلکہ بچے کی خاطر اس کی ماں کو بھی بچے کی دیکھ بھال کے لیے وقف کرنی چاہیے۔

7: بچے کو 4 سال تک ماں کے ہاں قید میں رہنے دیا جائے۔

8: جب بچے اور اس کی ماں میں تفریق لائی جائے تو دونوں کے ملاقات کے زیادہ سے زیادہ مواقع دیئے جائیں۔[9]

جیل اور دارالامان میں فلاح خواتین کے لیے سفارشات

جو خواتین معاشرتی ناانصافی کی وجہ سے دارالامان میں زندگی بسر کر رہی ہیں یا کسی ناسمجھی یا مجبوری کی وجہ سے ارتکابِ جرم کر کے جیل میں سزاوار ہیں تو ان کے لیے اصلاحات اس طرز پر مرتب کیے جائیں کہ ان کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو سکیں اور آنے والی زندگی میں باعزت زندگی بسر کر سکیں:

1: جیل بذات خود ایک سزا ہے لہذا اس کے ساتھ اور سزائیں جیسا کہ جبراً کام لینا اور ناقص رہائش وغیرہ کا ملانا نہیں چاہیے۔

2: جیل اور دارالامان عملہ کا کسی بھی صورت میں اخلاق کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے: یعنی گالی اور توہین آمیز کلام سے پرہیز کرنا چاہیے۔

3: تمام خواتین کے ساتھ یکساں رویہ اختیار کیا جائے۔

4: جیل میں بند قیدی عورت کی ایسی اصلاح کی جائے کہ وہ وہاں سے رہائی کے بعد از سر نو زندگی کو عمل میں لا سکے۔

5: عورتوں کی ذہن سازی کر کے انہیں جرائم کے مضر اثرات سے آگاہ کر دیا جائے۔

6: خواتین کی طبعی ساخت اور ضروریات کے مطابق رہائش اور طعام کا بندوبست کیا جائے۔

7: شیر خوار بچے والی ماں کو الگ قیام گاہ فراہم کیا جائے۔

8: بلا تفریق ہر ایک عورت کو طبی اور جسمانی سہولیات فراہم کیے جائیں۔

9: خوراک کی مقدار اور معیار کو بہتر بنانا چاہیے۔

10: ذہنی سکون اور جسمانی ورزش کے لیے تفریح کے مواقع بھی ہونی چاہیے۔

11: ایسا ماحول فراہم کیا جائے کہ ہر عورت کم از کم پرائمری لیول پر تعلیم سے روشناس ہو جائیں۔

12: غسل خانوں اور بیت الخلاء کا بہتر انتظام ہونا چاہیے۔

13: عزیز و اقارب کا قیدی سے ملاقات کے مواقع زیادہ سے زیادہ ہونی چاہیے۔

14: نصف سزا کے بعد جس عورت کا اخلاق و کردار بدل جائے اور اس سے باقی قیدی اور عملہ کو کوئی شکایت نہ ہو تو اس کی باقی ماندہ سزا معاف کرنی چاہیے۔

15: قیدیوں کو ترقی یافتہ ممالک میں جو سہولیات دیئے جاتے ہیں انہیں ہمارے جیلوں میں فراہم کیے جائیں۔

16: ترقی یافتہ ممالک میں قید و بند میں عورتوں کی سہولیات معلوم کی جائیں اور انہیں یہاں بھی نافذ کیے جائیں۔

17: قریبی رشتہ دار کی وفات کی صورت میں پیرول پر رہائی کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کیے جائیں۔

نتائج البحث

1: مرد ہو یا عورت جرم ثابت ہونے پر جیل بھیج دیئے جاتے ہیں۔

2: عورت کے ارتکابِ جرم سے عموماً تین اسباب ہو سکتے ہیں: ذاتی ناسمجھی، تشدد اور معاشرتی ناانصافی

3: بے بس اور بے گھر عورتوں کو بنیادی حقوق کی فراہمی کے لیے مختلف شہروں میں دارالامان کا انتظام کیا جارہا ہے۔

4: عورتوں کے دارالامان میں پناہ گزیں ہونے کا بنیادی سبب تشدد ہی ہے۔

5: دارالامان میں عورتوں کی رہائش، لباس، کھانے پینے، تعلیم و تربیت اور تفریح کا حتی الامکان اہتمام کیا جاتا ہے۔

حوالہ جات

---

[1] البقرہ2:233

[2] عثمانی، محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2008ء، ج1، ص581

[3] السجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دار احیاء التراث العربی، س-ن، کتاب الجہاد، باب فی التفریق بین السبی، ج3، ص63

[4] الحاکم، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ، المستدرک، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1990ء، کتاب البیوع، حدیث معمر بن راشد، ج2، ص63

[5] المستدرک، کتاب البیوع، حدیث معمر بن راشد، ج2، ص63،

[6] معارف القرآن، ج1، ص580

[7] نسائی، احمد بن شعیب، سنن کبریٰ، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، (س-ن)، ج6، ص426، حدیث:7147

[8] قیدیوں کے حقوق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایفا پبلی کیشنز، نئی دہلی، 2010ء، ص439

[9] UNODC, Women and Imprisonment, p.86, United Nation, New York, 2014